رزقِ حلال اور رشوت

www.KitaboSunnat.com

طلب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ

ڈاکٹر علی اصغر چشتی

دعوۃ اکیڈمی
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

رزقِ حلال اور رشوت

مصنف

ڈاکٹر علی اصغر چشتی

www.KitaboSunnat.com

دعوۃ اکیڈمی

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب	:	رزقِ حلال اور رشوت
مصنف	:	ڈاکٹر علی اصغر چشتی
نگران طباعت	:	حیران خٹک
سرورق	:	محمد طارق اعظم
حروف خوانی	:	محمد اشتیاق خاکی
طابع	:	ادارہ تحقیقات اسلامی پریس' اسلام آباد
اشاعت اوّل	:	۲۰۱۱ء
تعداد اشاعت	:	۲۰۰۰
قیمت	:	-/۴۰ روپے

ISBN 978-969-556-144-7

ناشر

دعوۃ اکیڈمی' بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

پیش لفظ ۵

انبیاء علیہم السلام کو اکل حلال کا حکم ۸

رزقِ حلال کی تلاش فرض ہے ۹

محنت کرنے اور ہاتھ سے کمانے کی فضیلت ۱۰

قیامت کے دن مال کے متعلق سوال ہوگا ۱۳

مال خرچ کرنے کا طریقہ ۱۶

رزق حلال کی برکات ۲۱

رشوت کیا ہے؟ ۲۳

اعمال کا روزینہ اور ان کے فرائض ۲۷

رشوت کا دنیوی انجام ۲۹

رشوت لینا حقوق العباد کی خلاف ورزی ہے ۳۰

معاشرہ کے اندر رشوت پھیل جانے کے اسباب ۳۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عیاشانہ زندگی اور نظامِ تمدن: ۳۱

باہمی محبت اور تعاون کے جذبہ کا فقدان ۳۴

رشوت کے معاشرتی اثرات ۳۷

عدل وانصاف کے پہلو سے ۳۷

معاشرتی لحاظ سے ۳۸

رشوت سے بچنے کا طریقہ ۴۳

پہلی تدبیر ۴۳

دوسری تدبیر ۴۴

تیسری تدبیر ۴۴

پہلا کام ـــ نمازِ توبہ ۴۴

دوسرا کام ـــ محاسبہ نفس ۴۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اللہ جل مجدہ' اور پیغمبر اعظم و آخر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک پاکیزہ مثالی معاشرہ قائم کرنے کے لیے اس کے جملہ خد و خال کو بیان فرمایا۔ اُن خوبیوں کو بیان فرمایا جو کسی بھی کامیاب معاشرے کا حسن ہوتی ہیں اور اُن مفاسد اور گمراہیوں کو بھی کھول کھول کر بیان فرمایا جو معاشرتی حسن کو دیمک کی طرح چاٹ لیتی ہیں اور پورا معاشرہ شکست وریخت کا شکار ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید فرقان حمید نے اوامر و نواہی کے ساتھ ساتھ جو ماضی کی اقوام و ملل کے قصص بیان فرمائے ہیں اُن کا مقصد محض واقعات بیان کرنا نہیں بلکہ قرآن اُمت مسلمہ کو عروج وزوال کے یہ قصے اس لیے سناتا ہے کہ یہ وہ اقدارِ عالیہ اور اوصافِ حمیدہ ہیں جنہیں اپنا کر مختلف اقوام کی تقدیر کا ستارہ کمال بلندی پر چمکا اور یہ وہ مفاسد اور خرافات ہیں جنہوں نے اقوام کو قعرِ مذلت میں گرا دیا۔ اور یہ سنت الٰہیہ ہے کہ انہی بنیادوں پر اللہ جل مجدہ' نوازتا ہے اور غضب ناک بھی ہوتا ہے۔

قرآن کے مخاطبین اور محمد رسول اللہ ﷺ کے نام لیواؤں میں سے ایک معتدبہ طبقہ آج اغیار کی تقلید میں جہاں اپنی اقدار اور شناخت سے محروم ہو چکا ہے وہاں ساتھ ہی ساتھ اُن ابدی محاسن سے بھی تہی دست ہو چکا ہے جو کبھی مسلم معاشرے کا طرۂ امتیاز تھے۔

دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد اقدارِ اسلامیہ کو پروان چڑھانے اور اخلاقی برائیوں کے تدارک کے لیے جہاں ٹریننگ پروگرام کا اہتمام کرتی ہے وہاں مختلف طبقات کے لیے آسان، عام پیرایۂ بیان میں قرآن و سنت کی روشنی میں ضخیم کتب کے ساتھ ساتھ کتابچہ جات کی طباعت کا بھی اہتمام کرتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ اللہ جل شانہ' دعوۃ اکیڈمی کے کارکنان کی مساعیٔ جمیلہ کو قبول فرمائے اور اپنے فضل خاص سے سرفراز فرمائے، آمین۔

پروفیسر ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمن
ڈائریکٹر
دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسان اس دنیا میں کئی ضرورتوں کے ساتھ آتا ہے۔کچھ ضرورتیں بنیادی نوعیت کی ہوتی ہیں اور کچھ ثانوی حیثیت کی۔کچھ زندگی کے ساتھ ہی پیدا ہو جاتی ہیں اور کچھ بعد میں سامنے آتی ہیں۔انسان شروع میں ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے خود تگ ودو نہیں کرتا بلکہ اس کے والدین اور سرپرست اس کا خیال کرتے ہیں اور حتی المقدور انہیں پورا کرتے ہیں۔لیکن بعد میں اسے اپنی ضروریات خود پوری کرنا پڑتی ہیں۔

انسان کی بنیادی ضروریات میں سب سے اہم کھانا پینا ہے۔اس کے بغیر اس کا زندہ رہنا ناممکن ہے۔اپنی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے انسان اپنی صلاحیتیں استعمال کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اچھے سے اچھا کھانا اسے حاصل ہو تاکہ اس کا جسم صحت مند اور مضبوط رہے اور اس کائنات میں رہ کر وہ اپنی ذمہ داریوں کو بہتر طریقے سے انجام دے سکے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات قرار دے کر کائنات میں موجود باقی مخلوقات پر فضیلت عطا کی ہے۔کھانے پینے کی ضرورت جس طرح انسان کو پیش آتی ہے اسی طرح دیگر مخلوقات کو بھی پڑتی ہے۔جس طرح انسان کھانے پینے کی اشیاء کے حصول کے لیے اپنی قوت اور صلاحیت استعمال کرتا ہے اسی طرح دیگر مخلوقات بھی پیٹ بھرنے کے لیے پوری کوشش کرتی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے کائنات میں انسان کے اعلیٰ مقام کے پیش نظر جہاں اس کو زندگی گذارنے کے طریقے بتائے ہیں۔وہاں اسے یہ بھی ہدایت کی کہ اس کے کھانے پینے کا طریقہ دوسری مخلوقات سے بالکل مختلف ہو اور اشیاء خورد و نوش کے حصول میں بھی اس کی امتیازی شان ہو۔ارشادِ ربانی ہے:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا[1]

---

[1] البقرة ۲: ۱۶۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اے لوگو! زمین میں رہتے ہوئے وہ چیزیں کھاؤ جو حلال اور پاک ہیں

یہاں اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو یہ ہدایت کی ہے کہ وہ اپنی زندگی کی بقاء کے لیے کھانے اور پینے کی صرف وہ چیزیں استعمال کریں جو حلال ہوں۔ حرام نہ ہوں، پاک ہوں ناپاک نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو جو بھی حکم دیا ہے اس حکم کی تعمیل سے اللہ تعالیٰ کی قدرت، قوت اور حکومت میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا بلکہ سارے کا سارا فائدہ بندوں ہی کو ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کھانے اور پینے کے لیے جن چیزوں کی اجازت دی ہے، بالفاظ دیگر جنہیں حلال قرار دیا ہے وہ انسان کے جسم اور روح کے لیے بہت مفید ہیں اور جن چیزوں کے کھانے پینے سے روک دیا ہے یعنی انہیں حرام قرار دیا ہے وہ انسان کے لیے نقصان دہ اور مضر ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کو اکل حلال کا حکم

انبیاء علیہم السلام جو اللہ تعالیٰ کے خاص اور مقبول بندے ہوتے ہیں۔ انہیں یہ ہدایت کی گئی ہے:

يَاأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ [1]

اے پیغمبرو! حلال اور پاکیزہ چیزیں کھایا کرو اور نیک کام کیا کرو، تمہارے ہر عمل کے بارے میں، میں جانتا ہوں۔

حضور اکرم ﷺ نے ہمیشہ اپنی امت کو حلال اور پاک چیزیں کھانے اور استعمال کرنے کی ترغیب دی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے ایک موقع پر فرمایا:

إن الله طيّب لا يَقبَلُ إلا طيّبا و إنّ الله أمَرَ المؤمنين بما أمَرَ به المُرسلين فقال: يَاأيها الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطيّبات واعملوا صالحاً ثُمَّ ذكر الرَّجل يُطيل السفر أشعث أغبر يَمُدّ يديه إلى السّماء يا رَبّ و مطعَمُهُ حَرامٌ وَ مَشرَبُهُ حرامٌ وَ ملبسُهُ حرام و غذِي

---

[1] المؤمنون ۲۳: ۵۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِالْحَرامِ فَاَنّٰی یَسْتَجَابُ لِذٰلِکَ[1]

اللہ جل شانہ پاک ہے وہ صرف پاک چیزوں کو قبول کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو وہی حکم دیا ہے جو اپنے رسولوں کو دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: اے رسولو! پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور اچھے اعمال کرو۔ پھر آپؐ نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو ایک لمبا سفر کرتا ہے۔ اس کے بال پراگندہ ہیں، جسم غبار آلود ہے وہ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے اور التجا کرتا ہے۔ اے میرے رب! حالاں کہ اس کا کھانا حرام، پینا حرام اس کا لباس حرام ہے، اور حرام ہی میں اس کی پرورش ہوئی ہے۔ اس حالت میں اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے؟

رزقِ حلال کی تلاش فرض ہے

جس شخص کا کھانا پینا اور پہننا حرام ہو، اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی کوئی عبادت قبول نہیں۔ وہ بظاہر کتنا ہی بڑا عابد اور زاہد کیوں نہ ہو، حقیقت میں نامراد اور گمراہ ہے۔ اس کے مقابلے میں ایک دوسرا شخص جو بظاہر دنیاوی کاموں میں مصروف نظر آتا ہے، وہ اپنی اس مصروفیت کے ساتھ ساتھ دینی فرائض بھی ادا کرتا اور حلال کماتا اور کھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بہت بڑا درجہ اور مقام ہے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا:

التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّینَ وَالصِّدِّیقِینَ وَالشُّھَدَاءِ[2]

وہ تاجر جو سچا اور امانت دار ہو۔ آخرت میں انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

جو شخص تجارت میں مصروف رہتا ہے اسے نفل عبادت کا موقع کم ملتا ہے۔ اس کا زیادہ وقت کاروبار میں صرف ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ اگر سچا اور دیانتدار ہے تو

---

1. مسلم، کتاب الزکاۃ، باب قبول الصدقۃ من الکسب، نمبر: ۲۳۹۳
2. جامع ترمذی، ابواب البیوع باب ماجاء فی التجارۃ وتسمیۃ النبی ایاہم، نمبر ۱۲۰۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کا ہر لمحہ عبادت ہے۔ تجارت محض ذریعہ معاش ہی نہیں بلکہ رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ بھی ہے۔

آپؐ نے رزق حلال کی تلاش اور جستجو کو فرض قرار دیا ہے۔ اس ضمن میں آپؐ کا ارشاد ہے:

''طلب الحلال فریضة بعد الفریضة''[1]

رزق حلال کی تلاش دیگر فرائض کی طرح فرض ہے۔

یعنی دیگر بنیادی عبادات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اس کا حصول ہر فرد کی ذمہ داری ہے۔

حضرت زبیر بن العوامؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

لَاَنْ یأخذ اَحَدُکُمْ حبلَهُ ثُمَّ یَاْتِی الجَبَلَ فَیَأْتِی بِحُزْمَةٍ مِنَ الحَطَب عَلَی ظَهْرِهِ فَیَبِیعها فَیَکُفَّ اللّٰه بِها وَجْهَهُ خَیْرٌ لَهُ مِن اَنْ یَسأل النَّاس اَعطوْهُ اَوْ مَنَعُوْه[2]

وہ شخص جو رسی لے کر جنگل کی طرف جاتا ہے وہاں لکڑیاں کاٹتا ہے اپنی پیٹھ پر گٹھا لاد کر لاتا ہے اسے بیچ کر کماتا ہے۔ ایسا کرنا اس کے لیے اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے مانگے، کوئی اسے دے اور کوئی نہ دے۔ ایسا شخص چونکہ اپنی عزت کا خیال رکھتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ اسے عزت عطا فرمائیں گے۔

محنت کرنے اور ہاتھ سے کمانے کی فضیلت

محنت کے نتیجہ میں جو وسائل حاصل ہوتے ہیں، ان میں بڑی برکت ہوتی ہے۔ دوسروں کی کمائی پر نظر رکھنے والا شخص کبھی بھی سیر نہیں ہوتا۔ محنت کرنا انسان کے ظاہر اور باطن دونوں کے لیے لازمی ہے۔ جو لوگ محنت سے جی چراتے ہیں اور فضول بیٹھ کر وقت گذارتے ہیں وہ اپنی زندگی میں کوئی بڑا کام نہیں کرسکتے۔ محنت نہ کرنے کی وجہ سے جہاں ان

---

[1] رواہ الطبرانی والبیہقی، بحوالہ کنز العمال، ج ۴، ص ۹

[2] صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب الاستعفاف عن المسألۃ نمبر: ۱۴۷۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا جسم سست ہو جاتا ہے وہاں ان کے خیالات بھی پست اور سطحی ہو جاتے ہیں۔ ان کا ذہن کمزور ہو جاتا ہے اور فکر کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ ایسے لوگ نہ اپنی ذات کے لیے مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ اور نہ معاشرے کے لیے کچھ کر سکتے ہیں۔ کائنات میں ان کا وجود ایک بوجھ ہوتا ہے۔ آپؐ نے فضول بیٹھنے اور بے کار رہنے سے روکا ہے اور یہ ترغیب دی ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے جو صلاحیت دی ہے اسے استعمال کرنا اس کی بنیادی ذمہ داری ہے۔

ایک مرتبہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی ضروریات کا اظہار کیا۔ آپؐ نے اس کے ساتھ جو گفتگو کی اور جس طریقہ سے اسے سمجھایا اس کی تفصیل حضرت انسؓ نے بیان فرمائی:

أَنَّ رَجُلاً مِنَ الأَنصارِ أَتَى النبي ﷺ يَسْأَلُهُ فقال: أَمَا فِي بَيْتِكَ شَيءٌ؟ فقال: بَلى حِلْسٌ بعضه نَلْبس و نَبْسُطُ بعضه و قَعْبٌ نَشْرَبُ فِيهِ مِنَ الماء قال: إئتني بهما. فَأَتَاهُ بِهِما فَأخذ هما رسول الله ﷺ بيدِهِ وقال: من يَشْتَرِي هٰذَين؟ قال رجل: أنا اٰخُذُهما بدرهم قال: من يَزِيْد على درهم مَرّتين او ثلاثا. قال رجل: انا آخُذهما بدرهمين. فاعطاهما اِيّاه۔ وأَخَذ الدَرهَمَيْن فاعطاهما الأنصاري وقال: اِشْترِ بَاحدهما طعاماً فانبِذْهُ اِلى اَهْلِكَ و اشترِ بالآخر قدوما فأتني به. فأتاه به فشدّ فيه رسول الله ﷺ عُوْداً بيدِه ثم قال: اِذْهب فاحْتَطِبْ وَبِعْ ولا أُرينّك خمسة عشر يوماً. فذهب الرجل يَحْتَطِبُ و يَبِيْعُ و جاء و قد اَصَاب عشرة دراهم فاشْترى بِبَعْضها ثوباً و ببعضها طعَاما فقال رسول الله ﷺ: هذا خيرٌ مِنْ أن تجئ المسئلة نُكْتَةٌ في وجهك يوم القيامة. إن المسئلة لا تصلح الالثلاثةِ لِذِى فَقْرٍ مُدقع او لذى غرم مفظع اولذى دم موجع[1]

انصار میں سے ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں سوالی بن کر آیا۔ آپؐ نے اس سے پوچھا: کیا تمہارے گھر میں کچھ بھی نہیں ہے۔ اس نے کہا: ایک موٹا کمبل ہے جس کا ایک حصہ بچھا لیتے ہیں اور ایک حصہ اوڑھ لیتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس میں پانی پیتے ہیں۔ آپؐ نے

[1] ابوداؤد، کتاب الزکاۃ، باب ما تجوز فیہ المسألۃ، نمبر: ۱۶۴۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: ان دونوں چیزوں کو لے آؤ۔ وہ شخص دونوں چیزیں لے آیا۔ آپؐ نے ان دونوں چیزوں کو ہاتھ میں لے کر فرمایا: یہ دونوں چیزیں کون خریدے گا؟ ایک شخص نے کہا: میں ان کے بدلے میں ایک درہم دے سکتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ایک درہم سے زیادہ کون دے سکتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے تین بار اپنی بات کو دہرایا۔ تب ایک شخص نے کہا: میں دو درہم دے سکتا ہوں۔ آپؐ نے دونوں چیزیں اس کو دے دیں اور وہ درہم اس شخص کو دے دیئے اور فرمایا: ان میں سے ایک درہم کی اشیاء خورد ونوش خرید کر اپنے گھر والوں کے پاس پہنچا آؤ اور دوسرے درہم کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے کر آؤ۔ چنانچہ وہ کلہاڑی خرید کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے اس کلہاڑی میں اپنے ہاتھ سے لکڑی کا دستہ ڈالا اور اس کو دے کر فرمایا: جاؤ اور لکڑیاں کاٹ کر بیچو اور پندرہ دن کے بعد میرے پاس آنا۔ وہ شخص چلا گیا اور جنگل سے لکڑیاں لا کر بیچنے لگا۔ پھر ایک دن وہ شخص آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت اس کے پاس دس درہم تھے۔ اس نے اس میں کچھ رقم کا کپڑا خریدا اور کچھ سے کھانے پینے کی چیزیں۔ آپؐ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا: یہ تیرے لیے اس سے بہتر ہے کہ تو مانگتا پھرے اور قیامت کے دن تیرے چہرے پر سوال کا داغ ہو۔ سوال کرنا صرف تین لوگوں کے لیے جائز ہے، ایک تو اس مفلس کو جس کو غربت نے زمین پر گرا دیا ہو۔ دوسرے اس قرض دار کو جس کا قرض بھاری ہو، تیسرے اس شخص کو جو کسی کی دیت کا ضامن ہو اور اس کے ادا کرنے کی قوت نہ رکھتا ہو۔

حضور ﷺ نے اس حدیث میں اپنے ہاتھ سے کمانے کی جو ترغیب دی اس کا جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طریقہ بتایا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپؐ کے ہاں رزق حلال کی کتنی اہمیت تھی۔ اس روایت میں اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ غریب اور مفلس کے ساتھ تعاون اور مدد کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اسے کسی ایسے کام میں لگایا جائے جس سے اس کی معاشی ضروریات پوری ہو سکیں اور وہ دوسروں کا محتاج بن کر زندگی گزارنے کے بجائے خود کما کر زندگی گذارے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا:

اِنَّ اَطیب ما اکلتم مِنْ کَسْبِکم [1]

تمہارے لیے مفید اور بہترین کھانا وہ ہے جو تم اپنی محنت سے حاصل کر کے کھاتے ہو۔

قیامت کے دن مال کے متعلق سوال ہو گا

اسلام جائز طریقے سے مال و دولت کمانے سے منع نہیں کرتا بلکہ کمانے اور صحیح کاموں میں خرچ کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ بعض لوگ دولت کمانے کے سلسلہ میں احتیاط سے کام نہیں لیتے۔ بلکہ ہر جائز اور ناجائز حربہ استعمال کرتے ہیں۔ آپؐ نے ناجائز طریقہ سے دولت کمانے سے منع کیا اور فرمایا کہ قیامت کے دن ہر شخص سے اس کی دولت کے بارے میں سوال ہو گا۔ حضرت ابوبرزۃ نضلہ بن عبید الاسلمیؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

لا تَزُوْلُ قَدَ ما عبدٍ یوم القیامة حتّی یُسْئل عن عُمْرہ فیما أفناہ و عَنْ عَمَلِهِ فِیْمَا فعل و عن مَالِهِ مِنْ أَین اِکْتَسَبَهُ و فیما انفقه و عَنْ جِسْمِهِ فیما أبلاہ؟ [2]

قیامت کے دن کسی شخص کے قدم اپنی جگہ سے اس وقت تک نہیں ہل سکیں گے جب تک ان چیزوں کے بارے میں سوال نہ ہو:

۱۔ زندگی کیسے گزاری یعنی کن کاموں میں خرچ کی، ۲۔ عمل کے

---

۱ کنز العمال، ج ۴، ص ۸

۲ ترمذی ابواب صفۃ القیامۃ، باب فی القیامۃ، نمبر ۲۴۱۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارے میں کہ کیا عمل کیے، ۳۔ مال کے بارے میں کہ کیسے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور ۴۔ جسم کے بارے میں کہ اس سے کیا کام لیا؟

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی ایک روایت مروی ہے جس میں ہے کہ پانچ چیزوں کے بارے میں سوال ہو گا۔ ان میں سے ایک مال و دولت ہے۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مال کمانے اور خرچ کرنے کے سلسلہ میں از حد احتیاط کی ضرورت ہے۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ اس ضمن میں لکھتے ہیں:

کمانے میں کوئی کام دین کے خلاف نہیں کرنا چاہیے۔ جیسے سود لینا اور رشوت لینا اور کسی کا حق دبا لینا، جیسے کسی کی زمین چھین لینا، جیسے دعویٰ کرنا یا کسی کا قرض مار لینا یا کسی کو میراث میں سے حصہ نہ دینا۔ جیسے بعض لوگ لڑکیوں کو حصہ نہیں دیتے، یا مال کمانے میں اتنا کھپ جانا کہ نماز کی پروا نہ رہے یا آخرت کو بھول جائے یا زکوٰۃ و حج ادا نہ کرے یا دین کی باتیں نہ سیکھنا۔ اور اس طرح خرچ کرنے میں بھی کوئی کام دین کے خلاف نہیں کرنا چاہیے۔ جیسے گناہوں کے کام میں خرچ کرنا یا شادی غمی کی رسموں میں یا نام کے لیے یا محض نفس کے خوش کرنے کو، ضرورت سے زیادہ کپڑے یا مکان کی تعمیر یا سجاوٹ وغیرہ میں۔ ان سب احتیاطوں کے ساتھ اگر مال کمایا جائے یا جمع کیا جائے تو کوئی ایسی بات نہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ "حلال و حرام کے اصول" کے تحت لکھتے ہیں:

"جب اللہ جل شانہ' نے اپنی مخلوق کو پیدا کیا، زمین کی سطح پر ان کے لیے ہر قسم کا سامان معاش مہیا فرمایا، اور ان اشیاء سے فائدہ اٹھانے کا ان کو اختیار دیا تو ان پر خود غرضی غالب ہوئی اور قسم قسم کے جھگڑے اس سے ظاہر ہوئے جس کا باعث اور محرک ان کا باہمی بغض و حسد اور عداوتیں تھیں۔ اللہ جل شانہ نے لوگوں کو اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسولوں کی معرفت حکم دیا کہ کوئی شخص دوسرے کے حقوق پر دست درازی نہ کرے۔ کسی کو بھی حق حاصل نہیں کہ وہ کوئی چیز بغیر اس کے مالک کی واضح رضامندی کے اس سے چھین کر اپنے قبضہ میں لائے۔ چاہے یہ رضامندی معاوضہ دے کر حاصل کی ہو یا اس کے مالک نے بغیر معاوضہ لینے کے اپنی خوشی سے وہ چیز اس کو دینا پسند کیا ہو۔ بشرطیکہ اس ضمن میں دھوکہ اور فریب نہ ہو"۔[1]

ناجائز طریقہ سے مال حاصل کرنے کی سزا دوزخ ہے۔ آپؐ کے کئی ارشادات اس ضمن میں ہمارے سامنے ہیں۔ حضرت ابوامامہؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بیمینه فقد اَوْجب اللّٰه لَهُ النَّار۔ و حَرَّمَ علیه الجنَّة. فقال له رجل: و ان کان شیئًا یسیرًا یا رسول الله (ﷺ)؟ فقال: وَاِنْ قضیبًا من اراک[2]

جس شخص نے جھوٹی قسم کے ذریعہ سے کسی مسلمان کی حق تلفی کی تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو آگ کی سزا دیں گے اور جنت اس کے لیے حرام کر دیں گے۔ ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسولؐ! اگر اس نے جھوٹی قسم کے ذریعہ سے معمولی سی چیز حاصل کی ہو تو؟ آپؐ نے فرمایا: اگر اس نے اراک (پیلو کا درخت ہے) کی ایک ٹہنی بھی حاصل کی ہو تو بھی اس کو یہ سزا ملے گی۔

اس روایت سے بہ آسانی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ناجائز اور غلط ذرائع استعمال کر کے مال کمانا انجام کے لحاظ سے کتنا برا ہے۔ آج کل ہمارے معاشرہ میں اس بات کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ یہ وباء اتنی پھیل چکی ہے کہ اب کوئی بھی طبقہ اس سے محفوظ نظر نہیں آتا۔ تقویٰ اور ایمان کی دولت تب حاصل ہوتی ہے جب مشکوک کمائی سے پوری طرح اجتناب اور پرہیز کیا جائے۔

---

1. حجۃ اللہ البالغہ، ج ۲، ص ۳۶۳

2. رواہ مسلم، کتاب الایمان، باب وعید من اقتطع حق مسلم بیمین فاجرۃ بالنار، نمبر ۳۵۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت عطیہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

لا يَبْلُغ العَبْد ان يكون من الْمتَقِين حَتى يَدَع ما لا بأس به حذرًا لِما به البأس [1]

کوئی بندہ اس وقت تک متقی نہیں ہو سکتا جب تک وہ حد درجہ احتیاط کی بناء پر بعض ان چیزوں کو بھی نہ چھوڑ دے جن میں حرج نہیں۔ اس خیال سے کہ کہیں ان چیزوں میں نہ پڑ جائے جن میں حرج ہے۔

مال خرچ کرنے کا طریقہ

حضور ﷺ نے مال خرچ کرنے کی بہت ترغیب دی ہے۔ ایک موقع پر آپؐ نے اللہ تعالیٰ جل شانہ' کا یہ ارشاد نقل فرمایا:

دوسروں پر خرچ کروگے تو تمہارے اُوپر خرچ کیا جائے گا[2]۔

لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ انسان کے پاس جو کچھ بھی ہو وہ سارے کا سارا خرچ کرلے اور پھر خالی ہاتھ بیٹھ جائے۔ اس ضمن میں قرآن کہتا ہے:

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا [3]

اپنے ہاتھ کو گردن کے ساتھ باندھ کر نہ رکھو یعنی بالکل بخیل اور کنجوس بن کر نہ رہو اور ہاتھ کو پوری طرح پھیلا کر بھی نہ رکھو کہ جو کچھ بھی ہاتھ لگے بغیر سوچے سمجھے خرچ کردو۔ اگر تم ایسا کروگے تو تھک جاؤگے اور کچھ بھی نہ کر سکوگے۔

خرچ کرنے والے کو کس قدر خرچ کرنا چاہیے؟ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا [4]

---

١ رواہ ابن ماجہ ابواب الزہرہ۔ باب الورع والتقوی

٢ کنز العمال، ج ٦، ص ٣٦١

٣ بنی اسرائیل ١٧: ٢٩

٤ الاعراف ٧: ٣١

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھاؤ اور پیو اور اعتدال سے تجاوز نہ کرو۔

دوسری جگہ فرمایا:

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ [1]

بے شک اخراجات میں حد سے تجاوز کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔

ان دونوں آیات میں اپنی جائز اور حلال کمائی کے استعمال کو دو باتوں کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔ ایک یہ کہ "اسراف" نہ ہو اور دوسرے یہ کہ "تبذیر" نہ ہو۔

علامہ ماوردیؒ "اسراف" اور "تبذیر" کے باہمی فرق پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> کمیت یعنی خرچ کی مقدار میں حد سے تجاوز کرنا "اسراف" ہے اور یہ ثبوت ہے ان عائد شدہ حقوق کی مقدار سے ناواقف ہونے کا جو اس کے ذمہ ہیں اور کیفیت یعنی صرف و خرچ کے مواقع میں حد سے تجاوز کا نام "تبذیر" ہے اور یہ شہادت ہے ان مواقع صرف سے نا آشنا ہونے کی جو صحیح اور حق مواقع ہیں۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ "فوائد القرآن" میں "تبذیر" کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> خدا کا دیا ہوا مال فضول، بے موقع مت اڑاؤ، فضول خرچی یہ ہے کہ معاصی اور لغویات میں خرچ کیا جائے یا مباحات میں بے سوچے سمجھے اتنا خرچ کر دے جو آگے چل کر تقویت حقوق (عائد شدہ) اور ارتکاب حرام کا سبب بنے۔

اور علامہ آلوسیؒ آیت

كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ

---

[1] الاسراء ۱۷: ۲۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

لا تطغوا فیہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو جو رزق عطا فرمایا ہے اس میں سرکشی نہ کرو یعنی ناشکری نہ کرو اور مال کو اسراف، غرور اور خدا کے احکام کی خلاف ورزی اور حقوق واجبہ تلف کرنے کا ذریعہ نہ بناؤ۔[1]

اخراجات میں اسراف اور فضول خرچی معیشت فاسدہ کی علامت ہے۔ اس لیے میانہ روی اختیار کرنا ضروری ہے۔ مثلاً عام حالات میں یہ نہیں ہونا چاہیے کہ خرچ آمدنی سے بڑھ جائے اور پھر ضرورت کے وقت دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانا پڑے بلکہ حتی الامکان کوشش کرنی چاہیے کہ تمام اجتماعی حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اپنے اہل و عیال کی حاجات اور ضروریات کے لیے بھی کچھ پس انداز ہو۔ نیز یہ بھی نہیں ہونا چاہیے کہ بخل اور کنجوسی سے کام لے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اپنے اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنے میں تنگدلی کا ثبوت دے۔

چنانچہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

الإقتصاد فی النفقة نصف المعیشة[2]

میانہ روی معاشی زندگی کی خوشگواری کا نصف حصہ ہے۔

حضرت کعبؓ کہتے ہیں: جب میں نے اپنے سارے مال کو صدقہ کر دینے کا ارادہ کیا تو آپؐ نے فرمایا:

اَمۡسِکۡ عَلَیۡکَ بَعۡضَ مَالِکَ فَهُوَ خَیۡرٌ لَکَ قلت: فَإنّی اَمۡسِکُ سَهۡمِی الَّذِیۡ بخیبر[3]

"اپنے مال میں سے کچھ بچا لو یہ تمہارے حق میں بہتر رہے گا" تب میں نے عرض کیا کہ خیبر کی زمین میں جو میرا حصہ ہے۔ میں اسے

---

۱ روح المعانی، ج ۱٦، ص ۲۱٦

۲ کنز العمال عن ابن عمرؓ ج ۳، ص ۴۹

۳ صحیح بخاری، کتاب الوصایا، باب إذا تصدق أو وقف بعض ماله أو بعض رقیقه أو دوابه فهو جائز، نمبر ۲۷۵۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے پاس روک لیتا ہوں۔
قال رسول اللہ ﷺ : إِنک إِنْ تَدَعْ وَرَثتک اَغنیاء خیرٌ مِن اَنْ تدعھُمْ عالَۃً یتکفَّفُونَ النّاس فِي ایدیھم [1]
ایک متمول صحابی سعد بن ابی وقاصؓ کے اس سوال پر کہ میں اپنا کل مال اللہ جل شانہ' کی راہ میں بذریعہ وصیت دے ڈالتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: کہ اپنے ورثاء کو صاحب مال چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ وہ محتاج رہ جائیں اور بھیک مانگتے پھریں۔ (اس لیے تہائی مال میں وصیت کر دینا کافی ہے)۔
حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:
"اللہ تعالیٰ نے جب "انفاق" (خرچ کرنے) کا حکم دیا تو "اسراف" سے منع فرمایا اور میانہ روی کی تلقین فرمائی جیسا کہ دوسری آیت میں بہت صراحت کے ساتھ اس کا حکم فرمایا ہے"۔
ارشاد ہے:
وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا [2]
ایمان والے وہ لوگ ہیں جب وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ بخل اختیار کرتے ہیں۔
پھر تبذیر سے نفرت دلاتے ہوئے مبذر کو شیطان کا بھائی بتایا اور اسی قسم کی اور بھی آیات ممانعت تبذیر میں نازل ہوئی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: حق کے خلاف ہر قسم کے صرف و خرچ کا نام "تبذیر" ہے اور حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں کہ اگر ایک شخص نے "حق کی خاطر" سب کچھ خرچ کر ڈالا تو "اسراف" نہیں ہے اور اگر اپنا تھوڑا سا مال بھی "ناحق" صرف کر دیا تو یہ تبذیر ہے۔ اور قتادہ کہتے ہیں: "تبذیر" مال کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور فساد کے مواقع میں خرچ کرنے کا نام ہے۔ امام احمدؒ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الوصایا، باب أن یترک ورثتہ اغنیاء خیر من ان یتکففوا الناس، نمبر ۲۷۴۲

[2] الفرقان ۲۵ :۶۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بروایت ہاشم حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں بنی تمیم کا ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا میں بہت مالدار ہوں۔ میرے اہل وعیال بھی ہیں اور مہمان داری بھی خاصی ہوتی رہتی ہے۔ آپ مجھے یہ بتایئے کہ میں کس طرح خرچ کروں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے مال سے پہلے زکوٰۃ نکالو اگر وہ زکوٰۃ کی مقدار کو پہنچتا ہے اس لیے کہ زکوٰۃ مال کو خباثت سے پاک کر دیتی ہے۔ اور پھر اقربا کے ساتھ مالی صلہ رحمی کرو، پردیسی اور مسکین کے حقوق کی نگہداشت کرو۔ اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! اس پوری تفصیل کو جامع اور مختصر الفاظ میں ارشاد فرمادیجیے۔ تب آپؐ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی:

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا[1]

(یعنی رشتہ دار کو اس کا حق دو، مسکین اور مسافر کو اس کا حق دو اور ناحق کبھی خرچ نہ کرو) سائل نے یہ سن کر کہا کہ بس یہ میرے لیے کافی ہے۔

امام رازیؒ آیت:

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا[2]

کے تحت لکھتے ہیں:

اسراف اور تبذیر کے متعلق مفسرین نے مختلف توجیہات بیان کی ہیں۔ ان میں سے قوی تر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کا یہ وصف بیان کیا ہے کہ وہ معیشت کے معاملہ میں میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔ نہ بے جا غلو کرتے ہیں اور نہ بے محل بخل برتتے ہیں۔

اس لیے قرآن مجید میں حضور ﷺ کو اس طرح مخاطب کیا گیا ہے:

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا

---

۱ الاسراء ۱۷: ۲۶

۲ الفرقان ۲۵: ۶۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور آیت (كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَاماً) میں قوام سے اعتدال اور میانہ روی مراد ہے۔یعنی میانہ روی مومنین کا شعار ہے[1]۔

علامہ آلوسیؒ اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

والظاهر ان المراد بالانفاق ما يعم اِنْفاقُهم على غيرها۔ والقوام في كل ذلك خير . وقد اخرج احمد والطبراني عن ابي الدرداء عن النبي ﷺ : مِنْ فِقْهِ الرَّجل رفقه في معيشتِه[2]

اور ظاہر ہے کہ انفاق سے مراد اس جگہ عام ہے۔ خواہ وہ ان کی اپنی ذات پر ہو اور خواہ دوسروں پر۔ اور قوام (اعتدال) ان سب صورتوں میں خیر ہے۔ امام احمد و طبرانی نے حضرت ابو درداءؓ سے روایت کی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص کی دانائی میں یہ بات شامل ہے کہ وہ اپنی معیشت میں نرمی اور اعتدال اختیار کرے۔

حضرت تھانویؒ ''الاقتصاد في النفقة نصف المعيشة'' کے تحت لکھتے ہیں: اس میں خرچ کے انتظام کا گر بتلا دیا گیا اور دیکھا بھی جاتا ہے کہ زیادہ پریشانی اور بربادی کا سبب یہی ہے کہ خرچ کا انتظام نہیں رکھا جاتا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو ہاتھ میں ہے وہ ختم ہو جاتا ہے پھر قرض لینا شروع کر دیتے ہیں جس کے برے نتائج بے شمار ہیں جو کہ دنیا میں دیکھے جاتے ہیں۔[3]

رزق حلال کی برکات

یہ بات بطور خاص خیال رکھنے کی ہے کہ انسان کے اعمال و اخلاق میں رزقِ حلال کو بہت زیادہ دخل ہے۔ جس طرح صاف ستھری غذا سے جسمانی صحت برقرار رہتی ہے، اسی طرح حلال اور پاکیزہ چیزوں کے کھانے سے اخلاقی صحت اور قوت بڑھتی ہے اور دل میں

---

[1] ابن کثیر، ج ٦، ص ٣٥٦

[2] روح المعانی، ج ٩، ص ٤٣

[3] حیوٰۃ المسلمین، ص ٢٢٥

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ایک خاص نور پیدا ہوتا ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے ایک بار حضور ﷺ کی خدمت میں درخواست کی کہ اللہ کے رسولؐ! میرے لیے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مستجاب الدعوات کر دے۔ آپؐ نے فرمایا: "اے سعد! اپنا کھانا حلال اور پاک بنالو۔ مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے"۔ اسی طرح ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا:

"جو شخص چالیس روز حلال کھائے (جس میں ذرہ بھر بھی حرام کی آمیزش نہ ہو) تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو منور کر دیتا ہے اور اپنے اہل و عیال کے لیے حلال روزی تلاش کرنے والا مجاہد فی سبیل اللہ کے برابر ہے"۔[1]

رزقِ حلال کا اس دنیا میں نقد صلہ یہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حلال کھانے والوں کے دلوں کو منور کر دیتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی زبانوں سے حکمت کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ نے اس ضمن میں کیا خوب کہا ہے:

سرِ دیں صدق مقال اکل حلال
خلوت و جلوت تماشائے جمال
علم و حکمت زاید از نان حلال
عشق و رقت آید از نان حلال

حلال کی روزی میں بڑی طاقت اور قوت ہوتی ہے۔ اس طاقت اور قوت کو اہل دل حضرات باقاعدہ محسوس کرتے ہیں۔ جس طرح طاقت ور غذاؤں اور دواؤں کے استعمال سے جسم کے اندر ایک خاص قسم کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح حلال روزی کھانے سے روح کے اندر انبساط اور فرحت پیدا ہوتی ہے۔ انسان کا رجحان نیک اور پاکیزہ اعمال اور افراد کی طرف ہوتا ہے۔

جب تک جسم میں حلال اور پاک روزی کا خون ہوتا ہے، اس وقت تک انسان اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے لیکن جب اس میں حرام خوراک کا

---

[1] مجمع الزوائد، حدیث نمبر: ۱۸۱۰۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خون شامل ہو جاتا ہے تو اس سے روح کے اندر کثافت پیدا ہو جاتی ہے اور انسان اپنے رب سے دور ہو جاتا ہے۔

حضرت تھانویؒ کے بقول مولانا محمد یعقوبؒ صاحب ایک حکایت بیان فرماتے تھے کہ عبداللہ نامی ایک صاحب تھے، جو روزانہ گھاس کھود کر آٹھ پیسے میں فروخت کرتے تھے، چار پیسے اپنی والدہ کو اور دو پیسے خدا کے واسطے فقیروں کو دیتے تھے اور دو پیسے اپنے لیے رکھ لیتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا حضرت! آپ کی گنجائش کہاں ہے جو دعوت کریں گے۔ فرمایا: جو خیرات کے پیسے نکالتا ہوں جمع کر لوں گا۔ سب نے کہا ٹھیک ہے۔ چنانچہ عبداللہ شاہ نے پانچ آنے جمع کیے اور پیسے لا کر دے دیے کہ "میرے اہل و عیال تو ہیں نہیں آپ خود میٹھے چاول پکا کر کھا لیجئے۔ دعوت کا انتظام مولانا محمد یعقوب صاحب کے سپرد ہوا۔ حضرت نے اس میں بڑی احتیاط سے کام لیا۔ کوری ہانڈی منگوائی اور پکانے والے کو وضو کرایا۔ جب وہ کھانا تیار ہوا تو دو دو لقمے سب نے اس میں سے کھائے۔ حضرت فرماتے تھے کہ دو لقمے کھا کر مہینہ بھر ایک نور دل میں رہا، جی چاہتا ہے کہ اللہ کے سوا سب کو چھوڑ کر یکسو ہو جاؤں۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یا اللہ جس کی پاک کمائی کے دو لقموں میں یہ نورانیت ہے اس شخص کے قلب کی کیا کیفیت ہو گی۔ جو دونوں وقت یہی کھانا کھاتا ہے۔ یہ ہیں حلال کھانے کی برکات۔[1]

رشوت کیا ہے؟

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ[2]

اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ ہاں تجارت یا باہمی رضامندی کے ذریعہ سے تم ایک دوسرے سے مال حاصل کر

---

[1] دعوات عبدیت، ص ۲۰

[2] النساء ۴: ۲۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سکتے ہو اور ایسا کرنا تمہارے لیے جائز ہے۔

مال کے حصول کے ناجائز ذرائع میں سے ایک ذریعہ رشوت ہے۔ رشوت سے مراد وہ رقم ہے جو ایک سرکاری ملازم اپنے منصب کی وجہ سے اس شخص سے وصول کرتا ہے جس کا کوئی کام اس کے پاس رکا ہوا ہے۔ یہ سرکاری ملازم اس شخص کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اس سے مال کا مطالبہ کرتا ہے۔ حالاں کہ اس کو ایسا کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ اس لیے کہ جس منصب پر یہ کام کرتا ہے، اس کے بدلے حکومت سے باقاعدہ تنخواہ لیتا ہے۔

رشوت کی ایک صورت یہ ہے کہ سرکاری ملازم کسی شخص سے مال لے کر ریاست کے دوسرے شہری کی حق تلفی کرتا ہے اور اس طرح ایک کا حق دوسرے کو دے دیتا ہے۔ مثلاً کسی کے سامنے مقدمہ کے دو فریق ہیں، وہ ظالم فریق سے مال لے کر اس کے حق میں فیصلہ دے دیتا ہے، اس طرح وہ مظلوم فریق کی حق تلفی کا مرتکب ہوتا ہے۔ یا ایک ڈاکٹر مال لے کر مقتول کے بارے میں کہہ دیتا ہے کہ وہ خود مرا ہے مارا نہیں گیا۔

رشوت کی صورت یہ بھی ہے کہ سرکاری ملازم رقم لے کر ریاست کے ایک مجرم شہری کو چھوڑ دیتا ہے اور اس طرح اس کے جرم میں شریک ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک پولیس آفیسر، چور یا ڈاکو کو پکڑنے کے بعد اس سے مال لے کر چھوڑ دیتا ہے۔ اس طرح وہ معاشرہ، ریاست، قانون اور اپنے منصب کے ساتھ بیک وقت خیانت کرتا ہے اور اس کا یہ فعل بہت سنگین جرم ہے۔

رشوت کا سب سے بڑا اثر انسان کے ضمیر پر ہوتا ہے۔ باضمیر اور اپنے منصب و ریاست کے ساتھ مخلص انسان کبھی بھی رشوت نہیں لیتا۔ جو شخص رشوت لینے کا عادی ہو جائے اس کا ضمیر مردہ اور ایمان ختم ہو جاتا ہے۔ تمام اخلاقی اور ایمانی قدریں اس سے چھوٹ جاتی ہیں، اس کے سامنے محض دولت ہی رہتی ہے، جس سے اس کی آنکھیں کبھی سیر نہیں ہوتیں۔

جب کسی ملک کا ذمہ دار طبقہ رشوت کی لعنت میں گرفتار ہو جائے تو اس ملک کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارے میں یہ کہنا کہ وہ ترقی کرے گا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ ملک کی آمدنی کا بیشتر حصہ تو رشوت کی نذر ہوتا رہے گا۔ اس وقت ہمارے ملک میں جتنے ٹھیکیدار حضرات کام کرتے ہیں، انہیں منصوبہ کی رقم کا ایک بڑا حصہ متعلقہ محکمہ کے افراد کو کھلانا پڑتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ اپنا منافع بھی بڑھا لیتے ہیں اور کام کے لیے معمولی سے معمولی رقم صرف کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں جو سڑکیں بنتی ہیں، پل بنتے ہیں، عمارتیں بنتی ہیں، وہ چند دن کے بعد خراب، خستہ حال اور کھنڈر بن جاتی ہیں۔ اس کی ساری ذمہ داری ملک کے ذمہ دار طبقہ پر عائد ہوتی ہے۔

اگر ملک کا ذمہ دار طبقہ راشی ہو جائے تو اس سے یہ بھی بعید نہیں کہ وہ بیرونی طاقتوں سے مال لے کر ملک کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کا سودا کر بیٹھے اور اپنے مفادات کی خاطر پوری قوم کا بیڑہ غرق کر دے۔ قوموں کے اندر غدار اور بے وفا عناصر اسی طرح پیدا ہوتے ہیں۔ جس قوم میں رشوت اور سود جیسی لعنت پھیل جائے وہ تباہی و ہلاکت سے نہیں بچ سکتی۔ حضرت انس‏ؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ جس قوم میں سود پھیل جائے وہ قحط اور گرانی کی مصیبت میں ڈال دی جاتی ہے اور جس قوم میں رشوتیں پھیل جائیں، اس پر رعب ڈال دیا جاتا ہے۔

رشوت حصول رزق کا ایسا طریقہ ہے جو اصول تمدن کے بالکل خلاف ہے۔ شاہ ولی اللہؒ اس بارے میں لکھتے ہیں:

"اگر آدمی کسی ایسے طریقہ پر دوسروں کا مال اپنے قبضہ میں لائے جس سے تمدن کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اور وہ تعاون باہمی کے ضمن میں داخل نہیں۔ مثلاً قمار بازی یا کوئی ایسی صورت کہ دوسرا آدمی اپنا مال بظاہر تو اپنی رضامندی سے دیتا ہے لیکن اس کی حقیقت غصب کے مترادف ہے۔ اس قسم کے اکساب، شرع کے نزدیک پسندیدہ نہیں، اسی لیے ان کو حرام قرار دیا ہے۔ جس کا فلسفہ ظاہر ہے، یعنی کمانے کے ایسے طریقے حکمت مدنیہ (اصول تمدن) کے خلاف ہیں۔[1]

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ، ج ۲، ص ۳۶۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ نے ریاست کے ہر ذمہ دار فرد کو اپنے منصب کے غلط استعمال سے بہت سختی کے ساتھ روکا ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی منصبی ذمہ داریوں کی انجام دہی کا حکومت سے معاوضہ لیتا ہے، اس کے لیے جائز نہیں کہ لوگوں سے ہدیہ اور تحفے بھی وصول کرے۔ حضرت ابو حمید عبد الرحمن بن سعد الساعدیؓ کہتے ہیں:

''اِسْتعمل النبی ﷺ رَجُلاً من الاَزْدِ یقال له ابن اللتبیة علی الصدقة. فلما قدم قال: هذا لکم و هذا اُهْدِیَ اِلَیَّ فقام رسول الله ﷺ علی المنبر و حَمِدَ اللّٰهِ وَ اَثْنٰی علیه. ثم قال: اَمَّا بعد: فَاِنِّی استعمل الرّجل مِنکم علی العَمل مِمَّا وَلاَّنی اللّٰه. فیأتی فیقول: هذا لکم و هذا هدیَة اُهْدِیت اِلَیَّ فهلا جلس فی بیت أبیه أو أمّه حتی تأتِیَه هدیته اِنْ کان صادقا؟ والله لان یأخذ أحد منکم شیئًا بغیر حقه الا لقی اللّٰه تعالٰی یَحمِله یومَ القیامة[1]''

نبی کریم ﷺ نے قبیلہ ازد کے ایک شخص ابن اللتبیہ کو زکوٰۃ جمع کر کے لانے کی ذمہ داری سونپی۔ وہ مختلف قبائل سے زکوٰۃ جمع کرنے کے لیے گیا اور جب واپس آیا تو کہنے لگا کہ یہ مال آپ کے لیے ہے یعنی زکوٰۃ کا ہے اور یہ مال مجھے ہدیۃً ملا ہے۔ حضور ﷺ نے یہ سنا تو منبر پر کھڑے ہو کر اللہ تعالٰی کی تحمید اور تعریف کی پھر فرمایا: ہم نے تم میں سے ایک شخص کو ایک ایسے کام کے سلسلے میں ذمہ داری دی تھی جس کا ذمہ دار اللہ تعالٰی نے ہمیں بنایا ہے۔ اب وہ شخص آ کر کہتا ہے کہ یہ مال تمہارے لیے ہے اور یہ مال مجھے لوگوں نے ہدیے اور تحفے میں دیا ہے۔ اگر یہ شخص سچا ہے تو اپنے والدین کے گھر ہدیے اور تحفے وصول کرنے کے لیے کیوں نہیں بیٹھتا؟ اللہ کی قسم! تم میں سے جو بھی دوسرے سے کوئی چیز ناحق وصول کرے گا، قیامت کے دن اس چیز سمیت اللہ تعالٰی کے سامنے پیش ہو گا۔

آپؐ نے سفارش کے بدلہ میں ہدیہ قبول کرنے کو سود قرار دیا ہے، حضرت ابو

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الھبہ، باب من لم یقبل الھدیۃ لعلۃ، نمبر: ۲۵۹۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امامہؓ کہتے ہیں کہ ایک بار حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ شفَعَ لَاحدٍ شفاعةً فَاهْدىَ له هَدِيَة عليها فقَبِلها فقد اتَى بابًا عظيمًا مِن ابواب الربوا[1]

جس نے دوسرے کی سفارش کی اور اس کے بدلہ میں ہدیہ قبول کیا تو اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس نے سود کا بہت بڑا دروازہ کھول دیا۔

اعمال کا روزینہ اور ان کے فرائض

آپ نے اس شخص کو خائن اور بددیانت قرار دیا جو اپنی مقررہ تنخواہ کے علاوہ لوگوں سے رقمیں وصول کرتا ہے۔ حضرت بریدہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنِ استعملناهُ على عَمل فرزقناه رزقًا. فما اَخَذ بَعْدَ ذلك فهو غلول[2]

ہم جس کو ذمہ داری دیتے ہیں اس کا روزینہ مقرر کرتے ہیں۔ اب اگر وہ اس کے علاوہ کچھ وصول کرتا ہے تو یہ خیانت اور بددیانتی ہے۔

جو لوگ ریاست کے امور میں مصروف رہتے ہیں ان کے لیے جائز ہے کہ بیت المال سے اپنی معاشی ضرورتیں پوری کریں۔ لیکن ان کے لیے کسی صورت میں بھی جائز نہیں کہ وہ رعایا کی حق تلفی کریں اور غلط حربے استعمال کر کے ان سے دولت وصول کریں۔

شاہ ولی اللہؒ اس بارے میں لکھتے ہیں:

چوں کہ امام اور خلیفہ کے لیے یہ ناممکن ہے کہ مختلف علاقوں سے عشر اور زکوٰۃ جیسے ذرائع آمدنی کی وصولی خود کرے اور ہر ایک شہر اور ضلع میں خود جاکر ان کے مقدمات اور خصومات کا فیصلہ کرے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ یہ فرائض انجام دینے کے لیے اپنے نمائندوں کے طور پر عمال اور قضاۃ مقرر کرے اور چوں کہ یہ لوگ اپنی ذمہ داریوں میں مشغول رہ کر حصولِ معاش کے لیے فرصت نہیں نکال سکتے، اس لیے یہ ضروری ہے کہ ان

---

1. ابو داؤد، البیوع، باب فی الہدیہ لقضاء الحاجۃ نمبر: ۳۵۴۱
2. ابو داؤد، کتاب الخراج، باب فی ارزاق العمال، نمبر: ۲۹۴۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی ضروریات زندگی کو بیت المال سے پورا کیا جائے۔ سیدنا ابو بکر صدیقؓ جب خلیفہ بنے تو انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا: "میری قوم جانتی ہے کہ میں نے حصولِ معاش کے لیے جو ذریعہ اختیار کیا ہوا تھا وہ میرے گھر والوں کے ضروریات کے لیے کافی تھا۔ لیکن اب میں ہمہ وقت مسلمانوں کے کام میں مشغول ہوں اس لیے ابو بکر اور اس کے گھر کے لوگ اپنا خرچ بیت المال سے لیں گے اور میں مسلمانوں کے کام میں ہمہ تن مصروف رہوں گا"۔

شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ عمال حکومت کو آپ نے نرمی کی تاکید فرمائی۔ خیانت کرنے اور رشوت لینے سے سختی کے ساتھ منع کیا اور لوگوں کو یہ تاکید کی کہ ان کے مطالبات پورے کرنے میں ٹال مٹول سے کام نہ لیں۔

فریقین کو اپنی اپنی جگہ ان باتوں کی تاکید کرنے کا فلسفہ یہ ہے کہ مصلحت مقصودہ احسن طریقے سے سرانجام پائے۔ چنانچہ آپ کا ارشاد ہے: "بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے مال (عشر و زکوٰۃ) میں ناحق تصرف کرتے ہیں۔ ان کے لیے قیامت کے دن آگ ہے"۔ حضور ﷺ نے ایک حدیث میں رشوت لینے والے اور دینے والے پر لعنت کی ہے۔ اس کا راز ظاہر ہے، رشوت کا لینا دینا مصلحت مقصودہ کے خلاف ہے۔ اور اس سے مفاد کا گویا دروازہ کھلتا ہے۔ آپؐ کا ارشاد ہے: "جو شخص خود عمل کا طالب ہوتا ہے اس کو ہم عامل نہیں بناتے کیوں کہ عام طور پر اس کا محرک کوئی داعیہ نفسانیہ ہوتا ہے"[1]۔

حضرت مفتی محمد شفیعؒ سورہ النساء آیت نمبر ۸۵ کے تحت لکھتے ہیں:

> جس کی سفارش پر کوئی پیسا لیا جائے وہ رشوت ہے اور حدیث میں اس کو سخت اور حرام فرمایا گیا ہے اور اس میں ہر طرح کی رشوت داخل ہے، خواہ وہ مال ہو یا کسی کا کام کرنے کے عوض اپنا کوئی کام لیا جائے[2]۔

مفتی صاحب ہدیہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اگر تمہاری کسی کے ساتھ دوستی ہو اور وہ بغیر کسی طمع و لالچ کے کوئی چیز ہدیہ دے تو شرعاً لینا جائز تو ہے لیکن عام طور پر

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ، ج ۲، ص ۶۱۰

[2] معارف القرآن، ج ۲، ص ۳۸۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جج صاحبان کو یا دوسرے محکموں کے آفیسروں کو جو ہدیہ دیا جاتا ہے، اکثر رشوت ہی کے شمار میں ہے۔ کیوں کہ اگر افسر اس کے کام کی سفارش نہ کرتا تو یہ کبھی بھی ہدیہ نہ دیتا۔

کوئی آدمی جب یہ دیکھے کہ میرا جائز کام بغیر رشوت دیے نہیں ہوگا وہ رضامندی کے ساتھ رشوت دینے پر آمادہ ہو تو چوں کہ وہ رضامندی بھی درحقیقت رضامندی نہیں اس لیے شرعاً کالعدم ہے۔

مقدمات کے فیصلے کرنے میں رشوت لینا انتہائی حرام ہے۔ حدیث میں ہے: "ہر وہ جسم جو مال حرام سے نشوونما پائے وہ آگ میں جلائے جانے کا مستحق ہے۔ دریافت کیا گیا کہ السحت سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "فیصلہ کرنے میں رشوت لینا"۔

رشوت کا دنیوی انجام

رشوت کی اصل سزا تو آخرت میں ملے گی۔ لیکن دنیا میں رشوت لینے والے کو آرام اور چین نصیب نہیں ہوتا۔ قسم قسم کی تکلیفیں آتی رہتی ہیں، خاص کر وہ شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہے اس کا تو ٹھیک ٹھاک مواخذہ ہوتا ہے۔ حضرت تھانویؒ اس بارے میں لکھتے ہیں: "جو مال رشوت وغیرہ سے اکٹھا کیا جائے، اس مال میں برکت نہیں ہوتی، دنیا میں بھی وبالِ جان ہوتا ہے اور آخرت میں بھی۔ میرے ایک عزیز پولیس میں ملازم تھے، انہوں نے خوب رشوتیں لے کر روپیہ جمع کیا تھا۔ اتفاق سے سرکار کی طرف سے کسی معاملہ میں مقدمہ قائم ہو گیا۔ جتنا کمایا تھا، سب اس میں لگ گیا حتیٰ کہ گھر کا زیور بھی نہ رہا، بالکل خالی ہو گئے۔ لیکن پھر دوبارہ رشوت سے روپیہ جمع کر کے ایک پرانے تکیہ میں نوٹوں کو سی دیا۔ اس خیال سے کہ چور کیا اٹھائیں گے۔ اتفاق سے ایک دن وہ تحقیقات میں گئے تھے کہ ان کے مکان میں آگ لگ گئی۔ گھر والوں نے قیمتی سامان بچا لیا۔ اس پرانے تکیے کا کسی کو خیال نہ آیا۔ وہ سارے نوٹ آگ میں جل گئے۔ پھر رشوت کی رقم سے کچھ جائیداد خریدی۔ اس میں اس طرح کسر نکلی کہ کسی کاشتکار پر نالش کی تھی۔ اس مقدمہ میں اس کاشتکار نے ان کو قتل کر دیا۔ یہ انجام ہوتا ہے ایسے مال منحوس کا۔ ایسا مال اکثر ہوا کی طرح اُڑ جاتا ہے۔"[1]

---

[1] احکام المال، ص ۱۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رشوت لینا حقوق العباد کی خلاف ورزی ہے

گناہوں کی دو قسمیں ہیں: ایک گناہ حقوق العباد کی عدم ادائیگی اور دوسرا گناہ حقوق اللہ سے رُوگردانی۔ حقوق العباد بندے کا حق ہے، جب تک وہ شخص معاف نہ کرے جس کا حق دبائے رکھا ہے، اس وقت تک اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں فرماتے۔ رشوت کا گناہ اس وقت تک معاف نہیں ہوتا جب تک رشوت کا مال واپس نہ کرے یا معاف نہ کرالے۔ اگر گناہ معاف نہیں کرائے گا تو قیامت کے دن اس شخص کی نیکیاں اس آدمی کو دے دی جائیں گی جس سے رشوت لی تھی۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے فرمایا:

> مَنْ كَانَتْ له مَظْلَمَةٌ لِأخيه مِنْ عِرْضِهِ أَوْمِن شَيْئٍ. فليتحلّلْهُ مِنَ اليوم قَبْل أَن لاَيَكون دينار ولاَ درهم. إِنْ كان لَهُ عمل صالح أُخذ منه بقدر مظلمته. وإِن لم يكن له حسنات أُخذ من سَيّاتِ صاحِبِهِ فَحمل عليه[1]
>
> جس نے اپنے بھائی سے ظلم اور جبر کے ذریعے سے کوئی مال حاصل کیا ہو یا اس کی ہتک عزت کی ہو، اس کو چاہیے کہ آج ہی اس سے معاف کرائے۔ اس دن کے آنے سے پہلے کہ نہ اس کے پاس درہم ہوں گے نہ دینار ہوں گے اور اس نے جو بھی نیک عمل کیا ہو گا وہ اس ظلم کے مطابق اس سے لے لیا جائے گا۔ اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو مظلوم کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔
>
> حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک موقع پر آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا:
>
> ''أتدْرون مَنِ المفلس؟''
>
> کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟
>
> صحابہ کرامؓ نے عرض کیا:
>
> المفلس فینا من لا درہم له ولا متاع
>
> یعنی ہمارے ہاں مفلس وہ شخص کہلاتا ہے جس کے پاس درہم و دینار نہ

---

[1] رواہ البخاری، کتاب المظالم، باب من كانت له مظلمة۔۔۔ نمبر: ۲۴۴۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں اور دنیاوی وسائل نہ ہوں۔

آپؐ نے فرمایا:

إنّ المفلِسَ مِنْ أُمّتي مَنْ يأتي يوم القيامة بصلاة و صيام و زكوٰةٍ، و يأتي وقد شتم هذا، و قذف هذا، و اكل مال هذا، و سفك دم هذا، و ضرب هذا، فيُعطى هذا مِنْ حسناتِه، و هذا من حسناته فإن فنيت حسناتُه قبل ان يُقضى ما عليه، أُخِذ من خطاياهم، فطُرِحت عليه ثُمّ طُرِح في النّار۔[1]

میری اُمت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس نے دنیا میں کسی کو برا بھلا کہا ہوگا۔ کسی کو گالی دی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا، کسی کو مارا پیٹا ہوگا، تو اس صورت میں اس کی کچھ نیکیاں ایک کو دے دی جائیں گی، کچھ دوسرے کو اور کچھ تیسرے کو۔ اور جب اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی (اور تقاضے باقی ہوں گے) تو ان لوگوں کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور پھر اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

معاشرہ کے اندر رشوت پھیل جانے کے اسباب

کسی معاشرہ کے اندر رشوت کیوں پھیلتی ہے، اس کے کئی اسباب ہو سکتے ہیں، البتہ اس کے دو بنیادی اور بڑے اسباب ہیں۔ ایک عیاشی اور آزادی اور دوسرا محبت اور باہمی تعاون کا فقدان۔

ا۔ عیاشانہ زندگی اور نظامِ تمدن:

عیاشانہ زندگی سے نظام تمدن تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ جن لوگوں کے اندر عیش پرستی کی وبا پھیل جاتی ہے وہ اپنے وسائل سے بڑھ کر خرچ کرتے ہیں۔ نتیجتاً آمدن اور خرچ

---

[1] رواہ مسلم، البر والصلۃ، باب تحریم الظلم، نمبر: ۲۵۷۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں توازن قائم نہیں رہتا اور جب وسائل کم پڑ جاتے ہیں تو دوسروں سے قرض کے لیے ہاتھ بڑھانا پڑتے ہیں۔ یہ کیفیت افراد ہی کی نہیں، اقوام پر بھی طاری ہوتی ہے اور پھر وہ بتدریج اپنی آزادی سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں۔ شاہ ولی اللہؒ نظام تمدن پر عیاشانہ زندگی کے اثرات کے ضمن میں لکھتے ہیں: ''تمدن کی ایک بڑی خرابی یہ بھی ہے کہ کسی ملک یا شہر کے اہل ثروت ارتفاقات ضروریہ سے تجاوز کر کے عیاشی کے لوازم کو فروغ دیں۔ مثلاً قسم قسم کے کھانے کھانا، زرق برق لباس پہننا، انواع و اقسام کے زیور اور سامان آرائش، شاندار سربفلک عمارات اور عورتوں کے حسن و جمال کو ترقی دینے کے سامان وغیرہ۔۔۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ سوسائٹی کے بہت سے افراد ان سامانوں کی بہم رسانی اور ہر ایک شعبہ میں دقائق صنعت پیدا کرنے میں مشغول ہوں گے تاکہ اس عیاش طبقہ کی نفسانی خواہشات پوری کریں۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ کچھ تو ان میں سے فن مطبخ کی تکمیل کر رہے ہیں اور اس میں منہمک ہیں، کوئی فن موسیقی کا استاد بنا ہوا ہے اور خوبصورت لڑکیوں کو گانے بجانے اور فنون رقص کی تعلیم دے رہا ہے اور کوئی سونے چاندی کے ظروف اور زیورات کے بنانے اور ان پر گلکاری کرنے اور ترصیع جواہرات میں مصروف ہے۔ الغرض جب بہت سے لوگ اس قسم کے مشاغل کو اپنا ذریعہ معاش بنا لیتے ہیں، تو لامحالہ تجارت اور زراعت میں تنزل آ جاتا ہے اور ارتفاقات ضروریہ کے نظام پر زوال آنے لگتا ہے۔ علاوہ ازیں جوں جوں یہ پیشے فروغ پاتے ہیں اور میدان ترقی میں آگے بڑھتے ہیں، اسی نسبت سے اہل ثروت عیاشی پر زیادہ مائل ہوتے ہیں اور ہر ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتا ہے۔ چوں کہ ان کے موجودہ ذرائع آمدنی ان مزخرفات کے بہم پہنچانے سے قاصر ہوتے ہیں، اس لیے ان کو اپنی آمد اور خرچ کا توازن قائم رکھنے کے لیے کئی ایک طریقے اختیار کرنے پڑتے ہیں، مثلاً جو لوگ ضروری پیشوں میں مشغول ہیں یا اہل زراعت و تجارت ہیں ان پر نئے نئے ٹیکس لگاتے ہیں جس سے ان کے لیے زندگی دوبھر ہو جاتی ہے۔ (رشوت ستانی اور ظلم و تعدی کا بازار گرم ہوتا ہے) اور اس پر طرہ یہ کہ عیاشی کا شوق متعدی بیماری کی طرح رفتہ رفتہ پورے معاشرہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اور کوئی بھی اس مصیبت سے بچ کر نہیں رہ سکتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(اور لامحالہ کئی ایک لوگ اپنی خواہشات نفس کو پورا کرنے کی خاطر حصول رزق کے ناجائز ذرائع اختیار کرنے پر مائل ہوتے ہیں۔ مثلاً چوری، قمار بازی، سود، رشوت اور دھوکہ فریب سے کسی کا مال اڑا لینا)[1]۔

شاہ ولی اللہؒ مزید لکھتے ہیں:

عیاشی اور عیش پسندی کے دنیاوی نتائج تو ہمارے سامنے ہیں۔ آخرت کی نجات اور درجات کے حصول میں جس حد تک یہ سنگ راہ ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے عجمی حکومتیں بالفاظ دیگر قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں میں یہی مرض پھیل چکا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو آپؐ نے مادہ مرض کا استحصال کرنے سے اس کا علاج کیا۔ جن چیزوں کے متعلق یہ گمان ہو سکتا تھا کہ وہ اس مرض کے ظہور میں آنے یا اس کو ترقی دینے کے اسباب ہیں، ان کو اپنی امت کے لیے حرام قرار دیا۔ مثلاً گانے بجانے والی لونڈیاں، ریشمی کپڑے اور سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال وغیرہ۔[2]

عیاشی کی عادت ایسی بری عادت ہے کہ جس کو بھی لگ جائے وہ اسے پورا کرنے کے لیے ہر قسم کے جائز و ناجائز حربے استعمال کرنے میں جھجھک محسوس نہیں کرتا۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے ملک کا باحیثیت طبقہ عیش پرستی میں مبتلا ہے اور اس کی شرح میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ عیش پسندی اور عیش پرستی ہی کا نتیجہ ہے کہ ہر وہ شخص جس کو رشوت لینے کا موقع ملتا ہے وہ بلا جھجھک اسے وصول کرتا ہے۔ ہمارے ہاں بڑے سے بڑے آفیسر کی صحیح آمدنی کا اندازہ لگایا جائے تو وہ بڑی مشکل سے اس کے گزارہ کے لیے پوری ہو سکتی ہے۔ تعیشات کے لیے رقم نکالنا اس کے لیے بہت مشکل ہوتا ہے۔ جب کہ کچھ اداروں کے عام

---

1 حجۃ اللہ البالغہ، ج ۲، ص ۴۷۲

2 حجۃ اللہ البالغہ، ج ۲، ص ۴۷۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملازمین کا حال یہ ہے کہ وہ معاشرہ کے متمول طبقہ سے بھی زیادہ بلند معیارِ زندگی رکھتے ہیں۔ اگر یہ حضرات قناعت اور کفایت شعاری سے کام لیں تو انہیں رشوت لینے کی ہرگز ضرورت نہ پڑے۔ ہماری قوم نے سادگی کے ساتھ زندگی گزارنا نہیں سیکھا۔ ملک کے ہر فرد کی خواہش ہے کہ اس کی زندگی میں تکلفات اور بناوٹ ہو۔ ان تکلفات اور بناوٹوں نے عوام کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ اپنے وسائل میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کریں۔ خواہ وہ اضافہ کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ عام طور پر گھر کی خواتین اور بچے اپنے شوہر اور والد سے قسم قسم کے مطالبے کرتے ہیں۔ ان مطالبات کو پورا کرنا ان کے بس کی بات نہیں ہوتی، وہ اپنے بچوں اور بیوی کو خوش رکھنے کے لیے اور اپنے عزیز واقارب میں اپنا بھرم رکھنے کے لیے رشوت اور ناجائز آمدنی کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے۔ شروع میں اس کا ضمیر اسے روکتا ہے لیکن بعد میں اس کا ضمیر مردہ ہو جاتا ہے، اور رشوت لینے میں اسے ضمیر کی کوئی خلش یا کسی قسم کا خوف محسوس نہیں ہوتا۔

۲۔ باہمی محبت اور تعاون کے جذبہ کا فقدان

رشوت پھیلنے کا دوسرا اہم سبب باہمی نفرت اور دوسروں کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے کا رجحان ہے۔ ہمارے ہاں ایسے افراد بہت ہی کم ہیں جو دوسروں کی تکلیف کا احساس کرتے ہیں۔ لوگ تو اپنے بھائیوں کو تکلیف میں دیکھ کر خوشی محسوس کرتے ہیں۔ رسولِ کریم ﷺ نے امت مسلمہ پر بہت زور دیا ہے کہ وہ آپس میں بھائیوں کی طرح رہیں۔ ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک رہیں۔ اگر ایک فرد کو تکلیف ہو اور دوسرا اس تکلیف کا ازالہ کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ اس کی طرف دستِ تعاون بڑھائے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی تکلیف کو دور کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے بہت بڑا اجر دیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

المسلم اخو المسلم. لا یظلمه ولا یسلمه. من کان فی حاجة أخیه کان اللّٰه فی حاجته و من فَرّجَ عن مسلم کُربةً فرج اللّٰه عنه کربة من کرب یوم القیامة. ومن ستر مسلماً ستره اللّٰه

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يوم القيامة [1]

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ نہ اس پر خود ظلم کرے اور نہ اسے ظلم کے حوالہ کرے۔ جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری فرماتے ہیں اور جو اپنے مسلمان بھائی کی ایک تکلیف دور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کی تکالیف میں سے اس کی ایک تکلیف دور فرمائیں گے اور جس نے اپنے بھائی کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔

حضرت جریر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ لا یرحَم النّاس. لَا یَرْحَمْهُ اللہ [2]''

جو شخص لوگوں کے ساتھ ہمدردی نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر کبھی بھی رحم نہیں فرمائیں گے۔

ایک موقع پر حضور ﷺ نے امت مسلمہ کو ایک ہی جسم کی مانند قرار دیا اور فرمایا کہ جتنے افراد ہیں وہ اس جسم کے اعضاء و اجزاء ہیں، حضرت نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

''مَثَلُ المؤمِنِین فِی توادِهِم و تَراحُبِهم و تَعَاطُفِهم مثل الجسد. اِذا اشتکی مِنه عضو تَداعی له سائر الجسد بالسَّهر و الحمی۔ [3]''

محبت، ہمدردی اور نیک سلوک کے لحاظ سے ایمان والوں کی مثال ایک جسم کی سی ہے۔ جسم کے ایک حصہ میں جب تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بخار اور رات کی بیداری میں برابر کا شریک ہوتا ہے۔

---

1. رواہ بخاری و مسلم، کتاب المظالم باب لا یظلم، المسلم المسلم، نمبر ۲۴۴۲
2. رواہ بخاری و مسلم، الفضائل، باب رحمتہ علی الصبیان۔۔۔ نمبر ۶۰۳۰
3. صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تراحم المؤمنین: نمبر: ۶۷۵۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ترمذی نے اپنی جامع میں ایک روایت نقل کی ہے، جس کے راوی حضرت ابوہریرہؓ ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''المُسْلِم اَخُوالمسلم. لا یخُونه ولا یکذبه ولا یَخذُلهُ کلّ المسلم علی المسلم حرامٌ: عِرْضُه و مالُه و دَمهُ. التقوی ههُنا۔ بِحَسْبِ اِمرئٍ من الشر ان یحتقر اَخاه المسلم۔''

مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔ اس لیے اس کے حق میں خیانت نہ کرے۔ اس کے سامنے جھوٹ نہ بولے، اس کو شرمندہ نہ کرے، ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے قابل احترام ہے۔ اس کی عزت، اس کا مال اور اس کا خون قابل احترام ہے۔ (اس موقع پر حضور ﷺ نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ) تقویٰ یہاں ہے (اور پھر فرمایا) ایک شخص کے برا ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔

آج ہم نے حضور ﷺ کے ان ارشادات کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اخلاقی قدریں ہم نے چھوڑ دی ہیں۔ محض دنیاوی اور ظاہری مفادات کا حصول ہمارا مطمح نظر ہے۔ باہمی اخوت، محبت اور تعاون کا جذبہ ہمارے معاشرہ سے مفقود ہو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں کسی کی تکلیف کا، دکھ کا، درد کا کوئی خیال نہیں۔ ہر ایک نے اپنے آپ کو ایک خاص حلقہ اور دائرہ میں محدود کر لیا ہے۔ انسان اور مسلمان ہونے کے حوالے سے ہم پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان سے ہم دست بردار ہو چکے ہیں۔ اس گئے گزرے دور میں بھی جن معاشروں میں صرف انسانیت ہی کا نام لیا جا رہا ہے وہاں ظلم و زیادتی اور لوٹ کھسوٹ کی اتنی شرح نہیں جتنی ہمارے معاشرہ میں ہے۔ بحیثیت انسان عام طور پر اور بحیثیت مسلمان خاص طور پر ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی پر بھی پوری توجہ دیں۔ ظاہر ہے جو شخص حقوق العباد کا خیال رکھے گا وہ رشوت نہیں لے گا۔

جامع ترمذی، البر والصلۃ، باب ما جاء فی الشفقۃ المسلم علی المسلم، نمبر ۱۹۲۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رشوت کے معاشرتی اثرات

ہمارے ملک میں رشوت ایک وبائی صورت اختیار کر چکی ہے۔ اس کا ختم ہونا اگر ناممکن نہیں تو انتہائی دشوار ضرور ہے۔ ملک میں جو بھی حکومت آتی ہے وہ اس لعنت کو ختم کرنے کے بلند و بانگ دعوے ضرور کرتی ہے، لیکن ساتھ ساتھ یہ اعتراف بھی کرتی ہے کہ معاشرہ کے اندر اس بیماری کی جڑیں اتنی مضبوط اور گہری ہو چکی ہیں کہ ان کے اکھاڑ پھینکنے سے وہ عاجز ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ معاشرہ کا ہر طبقہ اس میں ملوث ہو چکا ہے۔ اگر حکومت اس سلسلہ میں کوئی سیل قائم کرتی ہے یا کمیشن بٹھاتی ہے تو اس سیل اور کمیشن کے اندر بھی ایسے افراد ہوتے ہیں جو اس بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جو افراد خود درست نہ ہوں وہ دوسروں کو کیا درست کریں گے۔ وہ تو ان کے ساتھ مل کر مزید دولت حاصل کر لیتے ہیں اور اس طرح رشوت کی شرح میں بجائے کمی کے اضافہ ہو جاتا ہے۔

ہمارے معاشرہ کو رشوت نے ہر پہلو سے متاثر کیا ہے۔ ذیل میں ہم مختصراً اس کا تذکرہ کریں گے۔

عدل و انصاف کے پہلو سے

کسی معاشرہ میں عدلیہ سے متعلق افراد کو بہت بااعتماد اور دیانتدار سمجھا جاتا ہے اور ایسا سمجھنا ضروری ہے، اس لیے کہ عدلیہ کے لوگ اگر دیانت دار نہ ہوں تو اس سے ملک کا مظلوم طبقہ بری طرح متاثر ہو سکتا ہے۔

ہمارے ہاں مختلف سطحوں پر عدالتیں قائم ہیں اور ان عدالتوں میں ہزاروں مقدمات روزانہ پیش ہوتے ہیں۔ اس نظام پر حکومت بہت سرمایہ خرچ کرتی ہے اور ان عدالتوں کا انتظام چلانے والے حضرات بڑی محنت اور جدوجہد کے بعد اپنا منصب حاصل کرتے ہیں۔

جہاں تک ہمارے ملک میں رائج نظام عدل و انصاف کا تعلق ہے تو یہ اگرچہ اسلامی نہیں ہے اور دیگر ممالک کے نظام ہائے عدل کی نقل ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بیشتر ممالک میں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نظام ایک حد تک کامیاب ہے اور وہاں کے لوگ اس سے مستفید ہو رہے ہیں لیکن ہمارے ہاں معاملہ برعکس ہے۔ یہاں جو شکایت عام ہے وہ یہ کہ ملکی عدالتوں سے انصاف کا حصول بہت ہی مشکل ہے۔ اکثر لوگ عدالتوں کے چکروں سے ڈرتے ہیں اور اس لیے ضرورت پڑنے کے باوجود عدالت کا رخ نہیں کرتے۔ جو شخص کسی مقدمہ کے سلسلے میں ایک بار پھنس جاتا ہے وہ اور اس کے اہل خاندان پشت در پشت اس کا خمیازہ بھگتنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ لاکھوں روپیہ ایک مقدمہ پر خرچ ہو جاتا ہے اور بازی بالا خر وہی لے جاتے ہیں جن کے پاس وسائل زیادہ ہوتے ہیں۔ وکلاء حضرات آپس میں طے کر لیتے ہیں کہ جو فریق زیادہ متمول ہوتا ہے اس سے رقم لے کر خود بھی کھا لیتے ہیں اور آگے بھی چلا دیتے ہیں اور اس طرح جو فریق مظلوم لیکن کم وسائل رکھتا ہے وہ ہر لحاظ سے مار کھاتا ہے۔

پولیس اسٹیشنوں اور کچہریوں میں رشوت کے لیے چائے پانی کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور اس کو جرم اور گناہ نہیں سمجھا جاتا۔ تنخواہوں کے عدم توازن کی وجہ سے ابتدائی سکیل کے ملازمین بالخصوص پولیس کے عام سپاہی کی ماہانہ تنخواہ گھر کے اخراجات پورا کرنے کے لیے ناکافی ہوتی ہے۔ اس لیے پولیس کا سپاہی اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے رشوت کے ذریعے سے اپنا معیار زندگی اتنا بلند رکھتا ہے کہ اس معیار کو معاشرہ کا ایک متوسط آدمی برقرار نہیں رکھ سکتا۔ یہی حال کچہریوں میں کام کرنے والے افراد کا ہے۔

عدلیہ کا ادارہ ایک بہت بڑی قوت ہے۔ اگر اس قوت کو صحیح رخ دیا جائے تو یہ صحیح سمت کام کرے گا اور عوام اس پر اعتماد کریں گے جس سے ملک کے اندر ظلم، چوری اور قتل جیسے جرائم کا خاتمہ ہو سکے گا۔ اس کی روشن مثال ہمارے سامنے سعودی عرب کا نظامِ عدل ہے جہاں پوری دنیا میں سب سے کم جرائم ہوتے ہیں۔ ان جرائم میں سب سے بڑا سبب وہاں کے پورے عدالتی نظام کی حسن کارکردگی اور غیر جانبداری ہے۔

معاشرتی لحاظ سے

معاشرتی لحاظ سے رشوت کے جو برے اثرات ملک پر مرتب ہو رہے ہیں ان کا احاطہ کرنا اس مختصر مقالہ میں بہت مشکل ہے۔ ہم مختصر الفاظ میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ رشوت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے ہمارے معاشرہ کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔

ہمارے معاشرہ کی اکثریت دو طبقوں میں تقسیم ہے۔ ایک امیر طبقہ ہے اور دوسرا غریب طبقہ ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ امیر طبقہ امیر تر ہوتا جا رہا ہے اور غریب طبقہ غریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ امیر طبقہ کا معیار زندگی بہت بلند ہے جبکہ غریب طبقہ کا بہت پست۔ ملک کے اندر جتنے اعلیٰ اور اہم مناصب ہیں ان پر طبقہ امراء کا تسلط ہے۔ یہ تسلط ملک کے قیام سے لے کر اب تک مسلسل برقرار ہی نہیں بلکہ بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ امیر طبقہ سے تعلق رکھنے والے فرد کی پذیرائی ہر جگہ ہوتی ہے جب کہ غریب طبقہ کے فرد کو کوئی پوچھتا ہی نہیں، امیر ہر جگہ سرخرو نظر آ رہا ہے اور غریب ہر ادارہ میں ذلیل و خوار پھر رہا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ دولت ہے وہی دولت جو رشوت کے نتیجہ میں پروان چڑھتی ہے۔

غریب آدمی بیمار ہو کر سول ہسپتال کا رخ کرتا ہے تو ڈاکٹر اسے دیکھ کر بادل نخواستہ نسخہ لکھ دیتا ہے اور مشورہ دیتا ہے کہ بازار سے دوائیں خرید کر استعمال کرے۔ اس کے مقابلہ میں ایک امیر شخص بیمار ہوتا ہے تو ہسپتال کے سارے ڈاکٹر اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ وہ ان کی مٹھی گرم کرتا ہے اور پوری دیکھ بھال کے ساتھ اپنا علاج کراتا ہے۔ ڈاکٹروں نے پرائیویٹ کلینک کھولے ہوئے ہیں۔ یہ حضرات شام کے وقت کلینک میں بیٹھ کر بیماروں کو دیکھتے ہیں اور ان سے بھاری فیس وصول کرتے ہیں۔ اس کے بعد انہیں سرکاری ہسپتال کے کمروں اور وارڈز میں رکھ لیتے ہیں۔ روزانہ کا معائنہ ہسپتال میں کرتے ہیں۔ ان حضرات کے ہاں ڈیوٹی کے اوقات میں جب کوئی مریض جاتا ہے تو اسے اپنی کلینک میں تفصیلی معائنہ کے لیے ترغیب دیتے ہیں اور جب وہ ان کی کلینک میں جاتا ہے تو سب سے پہلے اس کو اپنی فیس کے بارے میں بتاتے ہیں اور باقی اخراجات کا تخمینہ پیش کرتے ہیں۔ مریض کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا علاج ہو جائے اس لیے یہ اس کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور دونوں ہاتھوں سے اسے لوٹتے ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ بھی رشوت ہی کا ایک انداز ہے جو ان لوگوں نے اپنے لیے ایجاد کیا ہے۔

عوام کا اعتماد سرکاری ہسپتالوں سے اٹھ چکا ہے۔ وہاں وہی شخص جاتا ہے جو حد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درجہ مجبور ہوتا ہے، جس کے سامنے وہاں جانے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہوتا۔

ہمارے ملک کے ڈاکٹروں کو رشوت لینے کے اور بھی مواقع ملتے ہیں اور ان میں بہت کم کوئی ایسا اللہ کا نیک بندہ ہوگا جو ان مواقع میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتا ہوگا۔ دیہاتوں میں اکثر پریکٹس کرنے والے حضرات وہ ہوتے ہیں جو پریکٹس کرنے کے مجاز نہیں ہوتے۔ اسی طرح میڈیکل اسٹورز چلانے والے اس قابل نہیں ہوتے کہ سٹور چلا سکیں۔ لیکن چونکہ وہ ہیلتھ آفیسرز کے ساتھ ملے ہوئے ہوتے ہیں اور انہیں کھلاتے رہتے ہیں اس لیے ان کا کوئی مواخذہ نہیں ہوتا۔ میڈیکل آفیسرز، میڈیکل ٹیکنیشن اور ڈسپنسر حضرات عوام کو لوٹتے ہیں اور ہیلتھ آفیسر کو اس کا حصہ پہنچاتے رہتے ہیں۔ اس طرح نیچے سے اُوپر تک یہ سارا سلسلہ گندہ اور خراب ہو چکا ہے۔ اس نظام کے اندر جو بھی خرابی اور نقص موجود ہے اس کا براہِ راست اثر ملک کے عوام پر ہو رہا ہے اور خاص کر غریب طبقہ پس رہا ہے۔ اس فساد اور خرابی میں بنیادی کردار رشوت اور خیانت کا ہے۔

تعلیمی اداروں کا حال بھی بہت اچھا نہیں۔ یہ ادارے بھی رشوت کی لعنت سے بچے ہوئے نہیں ہیں۔ بعض علم دشمن اور ہر جائز و ناجائز ذریعے سے دولت سمیٹنے والے افراد نے تعلیم جیسے مقدس پیشے کی عزت و شہرت کو داغدار کر دیا ہے۔ اب تو نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ بعض لوگ تعلیمی اسناد رقم دے کر حاصل کر لیتے ہیں۔ اسناد کی خرید و فروخت میں ظاہر ہے وہی لوگ ملوث ہوں گے جن کا تعلق تعلیمی اداروں سے ہے۔ اب ظاہر ہے جس شخص کو محض وسائل کے بل بوتے پر ڈگری ملی ہے وہ اس غریب لیکن محنتی طالب علم کی حق تلفی کر رہا ہے جس نے سال ہا سال پڑھ کر ڈگری حاصل کی ہوتی ہے، جو علم کو بہت بڑی دولت سمجھتا ہے اور اس کی ترویج کا جذبہ اپنے دل میں رکھتا ہے۔

جن لوگوں کو بغیر محنت کے ڈگری ملتی ہے وہ فطرتاً اسے قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ محض ملازمت کے حصول کی حد تک وہ اسے اہمیت دیتے ہیں۔ ایسے افراد ملک اور قوم کی خدمت بھی نہیں کر سکتے۔ کیوں کہ پیسے سے خریدی ہوئی ڈگری قابلیت تو پیدا نہیں کر سکتی۔ جس شخص کی بنیاد ہی غلط ہو وہ صحیح، نیک اور ملک و قوم کے لیے مفید کام کیا کرے گا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملک کے غیر منصفانہ معاشی نظام کی بدولت راتوں رات امیر بننے کی ہوس اس قدر پھیل چکی ہے کہ اس نے زندگی کے تمام شعبوں کو متاثر کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعلیمی اداروں میں بھی یہ روایت چل پڑی ہے کہ بیشتر اساتذہ اپنی ڈیوٹی کے اوقات میں طلبہ کو دلچسپی کے ساتھ نہیں پڑھاتے۔ طلبہ کو ترغیب دیتے ہیں کہ شام کے وقت آ کر ان سے ٹیوشن پڑھیں اور ٹیوشن فیس ادا کریں۔ بعض اسکولوں کے کئی اساتذہ مل کر ایک ٹیوشن سنٹر کھول لیتے ہیں جہاں وہ اپنے اپنے مضامین پڑھاتے ہیں اور بعض اساتذہ اپنے ہی مضمون کے لیے مستقل ٹیوشن سنٹر کھول لیتے ہیں، جہاں ان کے پاس خاص مضمون کے طلبہ آتے ہیں۔ اس قسم کے سنٹر کی فیس بھی بہت زیادہ ہوتی ہے۔

ہمارے علم میں ایسی مثالیں بھی ہیں کہ اساتذہ کے پاس ایسا گر ہوتا ہے کہ جو طالب علم اس سے استفادہ کرتا ہے وہ فرسٹ ڈویژن ضرور حاصل کر لیتا ہے۔ وہ فی طالب علم ہزاروں روپے فیس لیتے ہیں اور دس بارہ طلبہ سے زیادہ کو نہیں پڑھاتے۔ بڑے بڑے لوگ جا کر ان کی منت کرتے ہیں، ان کو بھاری بھر کم فیس دیتے ہیں اور اپنے بچوں کو پڑھواتے ہیں لیکن یہی اساتذہ اسکول میں اس محنت کے ساتھ نہیں پڑھاتے جس محنت کے ساتھ ٹیوشن سنٹر میں پڑھاتے ہیں۔ اگر وہ اپنی ڈیوٹی میں مخلص ہوتے تو جو طلبہ اس اسکول یا کالج میں باقاعدہ پڑھتے ہیں وہ ان سے پوری طرح مستفید ہوتے اور انہیں ٹیوشن فیس دینے کی ضرورت نہ پڑتی۔

اس وقت طلبہ کے والدین پر ٹیوشن فیس ادا کرنے کا ایک مستقل بوجھ ہے۔ جو لوگ صاحب حیثیت ہیں وہ تو اس بوجھ کو برداشت کر لیتے ہیں لیکن جو غریب اور نادار ہیں وہ اتنا بڑا بوجھ برداشت نہیں کر سکتے۔ اس لیے ان کے بچے تعلیمی لحاظ سے پیچھے رہتے ہیں اور بعض اوقات تو اسکول ہی چھوڑ دیتے ہیں اور یوں ان کا مستقبل تاریک ہو جاتا ہے۔

اس قسم کے اساتذہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ جو کچھ کما رہے ہیں اپنی محنت سے کما رہے ہیں لیکن یہاں یہ بات ذہن میں رکھنے کی ہے کہ انہیں یہ محنت اپنی ڈیوٹی کے اوقات میں بھی کرنی چاہیے۔ اگر یہ حضرات اسکول کے اوقات میں محنت اور لگن سے پڑھائیں تو کسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طالب علم کو ٹیوشن سنٹر جانے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔

تعلیمی اداروں کی حالت بری ہے اور مزید بری ہوتی جا رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس مقدس پیشے میں ایسے افراد گھس آئے ہیں جن کا مطمع نظر صرف دولت کا حصول ہے۔ تعلیمی اداروں کے ذمہ دار خاموش ہیں۔ ایجوکیشن افسر آتے ہیں اور اپنا حصہ لے کر چلے جاتے ہیں۔ تعلیمی اداروں کے فنڈز میں خرد برد کی شکائتیں بھی عام ہیں۔ اچھے اور مخلص اساتذہ اس صورت حال سے پریشان ہیں۔ لیکن اس تباہی اور بربادی کی صورت میں وہ کچھ کرنے کے قابل نہیں۔ یہ ساری مصیبت دولت کے حصول کے لیے غلط حربوں کے استعمال اور رشوت کی پیدا کردہ ہے۔

ہمارے ملک میں جو طلبہ کالج یا یونیورسٹی کی تعلیم سے فارغ ہو جاتے ہیں تو وہ ایک اور مصیبت میں پھنس جاتے ہیں۔ ان کے والدین ان سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ اب وہ کچھ کمائیں گے اور ان کا ہاتھ بٹائیں گے۔ لیکن عملی زندگی میں آنے کے لیے ان کے سامنے کئی مشکلات ہوتی ہیں۔ قابلیت اور صلاحیت کی بنا پر ملازمت نہیں ملتی۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ رشوت اور سفارش کے بغیر ملازمت ملنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہوتا جا رہا ہے۔ اب جس شخص کے پاس اتنے وسائل ہوں کہ وہ کسی ادارہ کے سربراہ یا وزیر، مشیر کی مٹھی گرم کر سکے تو اسے ملازمت مل جاتی ہے ورنہ در در کی ٹھوکریں کھانا اس کے نصیب میں ہوتا ہے۔ رشوت دے کر جو لوگ ملازمت حاصل کرتے ہیں وہ زندگی بھر کی کسر پوری کر دیتے ہیں۔ غریب طالب علم محنت اور توجہ سے پڑھنے کے بعد بھی غریب رہتا ہے۔ اس کو پہلے تو ملازمت ہی نہیں ملتی اور ملتی بھی ہے تو معمولی نوعیت کی۔ جس سے اس کی روزمرہ کی دال، روٹی بھی بمشکل پوری ہو پاتی ہے۔ یہ ساری تباہی رشوت کی پیدا کردہ ہے۔

عام لوگوں کا تاثر یہ ہے کہ کچھ ادارے ایسے بھی ہیں جہاں رشوت لینا گناہ نہیں بلکہ ملازم کا حق سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً کسٹم، انکم ٹیکس، واپڈا، اور ریلوے وغیرہ۔ ان اداروں میں ملازمت حاصل کرنے والے لوگوں کی اکثریت کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ وہاں ناجائز آمدنی کے خوب مواقع ملتے ہیں۔ غرض یہ کہ ہمارے ملک کے اندر جتنے بھی طبقات ہیں اور جتنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی ادارے ہیں ان میں سے اکثر رشوت کی لپیٹ میں ہیں۔ اور اس کی شرح روز بروز بڑھ رہی ہے۔

رشوت سے بچنے کا طریقہ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے رشوت سے بچنے کا جو طریقہ بتایا ہے۔ ذیل میں ہم اسے نقل کر رہے ہیں:

پہلی تدبیر

پہلی تدبیر یہ ہے کہ سادہ زندگی گزارنے کی عادت ڈالے۔ یہ بات تجربے کی ہے کہ جو شخص فضول خرچی، نمود و نمائش سے بچتا ہے، بیاہ شادی وغیرہ میں ریا و نمائش کی خاطر ناجائز رسومات میں روپیہ خرچ نہیں کرتا وہ تھوڑی آمدنی میں بھی رشوت لیے بغیر اپنا گزارہ کر سکتا ہے۔

اس میں اصل قصور عورتوں کا بھی ہے۔ اگر عورتیں مردوں کو روکیں کہ اگر تم نے رشوت لی تو ہم سخت ناراض ہوں گی، ہم ایسا حرام مال کھا کر عاقبت نہیں خراب کرنا چاہتیں تو ان شاء اللہ مرد رشوت ستانی سے کچھ رک سکتے ہیں۔ مرد کو بھی چاہیے کہ اگر بیوی اس کو رشوت پر مجبور کرے تو اس کا کہنا نہ مانے۔ بیوی کی خاطر حرام مال کما کر دوزخ میں جانے کا سامان پیدا نہ کرے۔

قرآن مجید میں جو مال و اولاد کو فتنہ کہا گیا ہے اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ انسان اولاد کی محبت میں پڑ کر جائز و ناجائز کی کچھ پروا نہ کرے، حرام مال کمانے میں لگ جائے۔ جس اولاد کی خاطر آج حرام مال جمع کر رہا ہے۔ ایسی اولاد جس کی حرام مال سے پرورش ہوئی ہو، بڑے ہو کر والدین کو منہ بھی نہیں لگائے گی۔ والدین بڑھاپے میں در در کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں، حرام کے مال سے جس کی پرورش ہوتی ہے اس میں نیکی کی صلاحیتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ ہاں جس کو اللہ بچائے رکھے۔ اس لیے تھوڑے سے حلال رزق میں جتنا حق تعالیٰ عطا فرمائیں صبر کرے، گھر والوں کو بھی اسی رزق پر قناعت کرنے کی تلقین کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری تدبیر

دوسری تدبیر یہ ہے کہ جو وعیدیں حرام مال کمانے پر وارد ہوئی ہیں ان کو سوچے کہ حرام مال کمانے سے دنیا میں رسوائی ہوتی ہے۔ بڑا خسارہ یہ ہے کہ اطمینان قلب چھین لیا جاتا ہے، چاہے وہ جتنا بھی مال رشوت کا جمع کر لے اس کا پیٹ نہیں بھرتا، ہر وقت دل پر بے سکونی کی کیفیت طاری رہتی ہے۔ جن لوگوں سے ناجائز طور پر رشوتیں وصول کی ہوتی ہیں ان کی نگاہوں میں بھی یہ شخص گر جاتا ہے، وہ بھی حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس لیے جو فضیلت و برکات احادیث میں حلال رزق کے متعلق وارد ہوئی ہیں ان کو سوچے اور اپنی آخرت کی فکر کرے تو خود بخود حرام اور رشوت ستانی سے نفرت ہونے لگتی ہے اور آہستہ آہستہ یہ برائی بھی چھوٹ جاتی ہے۔

تیسری تدبیر

رشوت کو گناہ سمجھو! بعض لوگ رشوت کو طرح طرح کے بہانے بنا کر جائز قرار دے لیتے ہیں، رشوت کو گناہ سمجھو، جتنی جلدی ہو سکے اس کو چھوڑ دو۔ اگر رشوت چھوڑنے سے کوئی سخت مجبوری لاحق ہو جاتی ہے، اور رشوت چھوڑنے کی ہمت نہیں پڑتی تو صرف دو کام کر لو، ان پر تمہارا کوئی پیسہ بھی خرچ نہیں ہو گا، آہستہ آہستہ یہ عادت بھی چھوٹ جائے گی۔

پہلا کام۔۔۔ نمازِ توبہ

توبہ کی نیت سے دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا مانگو:

''اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں، فرمانبرداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے، میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی، آپ ہی کے اختیار میں میری اصلاح ہے۔ اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، بہت گناہ گار ہوں، میں تو عاجز ہو رہا ہوں، آپ میری مدد فرمایئے، میرا قلب ضعیف ہے، گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں، آپ ہی قوت دیجئے، میرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاس کوئی سامان نجات نہیں آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کیجئے۔ اے اللہ! جو گناہ میں نے اب تک کیے ہیں انہیں آپ اپنی رحمت سے معاف فرمائیے''

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار، اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو، لو بھائی! دوا بھی مت پیو، بدپرہیزی بھی مت چھوڑو، صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کچھ دن بعد غیب سے ایسا سامان ہو گا کہ ہمت بھی ہو جائے گی، دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔ غرض غیب سے ایسا سامان ہو جائے گا جو آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

دوسرا کام ۔۔۔ محاسبہ نفس

کچھ وقت نکال کر نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

''اے نفس! ایک دن دنیا سے جانا ہے، موت بھی آنے والی ہے، اس وقت وہ مال و دولت یہیں رہ جائے گا، بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے، جن کے لیے تو رشوت کا مال جمع کر رہا ہے اور خدا تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا، اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو تجھے جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا، جو برداشت کے قابل نہیں ہے، اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ یہ عمر بھی بڑی قیمتی ہے، اس کو فضول رائیگاں مت کر، مرنے کے بعد تو اس کی تمنا کرے گا کہ کاش! میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے، مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہو گی پس زندگی غنیمت سمجھ کر اس وقت مغفرت کا سامان کر لے۔

لو بھائی! اگر تم یہ کام کر لو تو رشوت سے تمہیں خود بخود نفرت پیدا ہو جائے گی اور اللہ پاک غیب سے ایسا سامان پیدا کریں گے کہ اس تھوڑے ہی رزق میں برکت ڈال دیں گے، زندگی بھی سکون سے گذرے گی، گو سادہ زندگی گزارنے میں کچھ

طبعی طور پر تکلیف ہو لیکن عقلی طور پر سکون ہو گا۔ یہ تکلیف اس سزا سے کم ہے جو آخرت میں رشوت خور کو ملے گی۔

مثال اس کی یوں ہے: کسی کو بادشاہ حکم دے کہ چند دن کے لیے اس تنگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوٹھری میں رہ لو پھر ساری زندگی گزارنے کے لیے عالی شان محل دیں گے یا کچھ دن اس محل میں رہ لو پھر ساری زندگی اس تنگ و تاریک کوٹھڑی میں گزارنی پڑے گی، وہ شخص تھوڑے دن کوٹھڑی میں گزار کر پھر ساری عمر عالی شان محل میں رہنا ہی پسند کرے گا۔ اسی طرح اگر اس دنیا میں رشوت چھوڑنے سے تکلیف بھی آئے لیکن آخرت میں تو راحت نصیب ہو گی۔

[یہ حصہ "رشوت اور اکل حلال" سے ماخوذ ہے، جو حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے افادات پر مشتمل ہے]۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلاَّ الْبَلاَغُ الْمُبِيْن

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ہماری چند دیگر مطبوعات

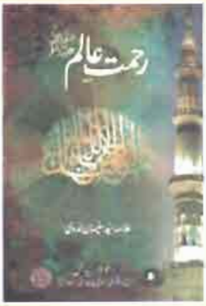

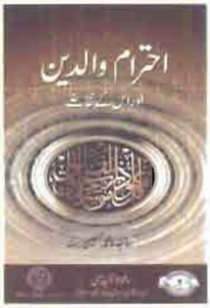

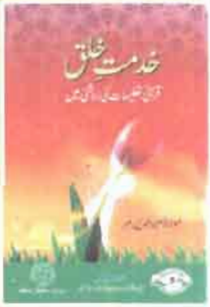

دعوة اکیڈمی
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی
پوسٹ بکس: 1485 اسلام آباد، پاکستان فون: 2262031 ,4~92 61751 فیکس: 2261648
ای میل: publications.da.iiui@gmail.com ویب سائٹ: www.dawahacademy.org